

پیارے نبیؐ ایسے تھے!

مائیل خیر آبادی

## پیارے نبی ایسے تھے!

### جسم مبارک

پیارے نبی ﷺ نے زیادہ لمبے تھے اور نہ چھوٹے قدم کے۔ نہ زیادہ دبیلے تھے نہ موٹے۔ آپ کا سر بڑا تھا، ماتھا لوہچا، ناک لمبائی لیے ہوئے، بھنویں گھنی، پلکیں لمبی، آنکھیں بڑی بڑی اور کالی، داڑھی بھری ہوئی، گردن اونچی، اور چہرہ کھڑا کھڑا تھا۔ آپ کے چہرے پر زیادہ گوشت نہ تھا۔ آپ کے بال شانوں تک لمبے رہتے تھے جو نہ زیادہ جھلکے دار تھے اور نہ بالکل سیدھے۔ آخر عمر تک بال بالکل کالے رہے۔ آپ گن میں اکثر تیل ڈالتے۔ گنگھی کرتے اور مانگ نکالتے تھے۔

آپ کے دونوں شانوں کے بیچ کوچے کبوتر کے اندھے کے برابر ابھرا ہوا سرخ گوشت تھا جس پر تل اور بال تھے۔ دونوں شانے گوشت سے بھرے ہوئے تھے، اور موٹڑھوں کی ہڈیاں بڑی تھیں، ہتھیلیاں چوڑی اور نرم، کلا نیاں لمبی اور نازک، پاؤں کی ایریاں ہلکی تھیں۔ پاؤں کے تلوے بیچ سے ذرا ذرا خالی تھے۔ تلوؤں کے بیچ سے پانی نکل جایا کرتا تھا۔ حضور کے جسم مبارک کی جلد بڑی نرم اور ملائم تھی۔

رنگ روپ کو راجنا سرخی کی جھلک لیے ہوئے تھا۔ آپ بڑے ہی خوب صورت تھے۔ جو دیکھتا اس کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہو جاتی۔ آپ کا پینہ موتی کی طرح جھلکتا اور اس میں بڑی اچھی خوشبو آتی۔ حضور بڑی تیز چال چلتے تھے۔ چلتے وقت ایسا معلوم ہوتا کہ جیسے آپ دھلوان زمین سے اتر رہے ہیں۔

### آپ کا لباس

پیارے رسول ﷺ عام طور پر تمہ اور کرتہ پہنتے۔ اوپر سے دھاری دار لمبی چادر اوڑھ لیتے۔ آپ سیاہ صافہ باندھتے اور صافہ کا کچھ حصہ دونوں شانوں کے بیچ لٹکا لیتے اور کبھی گلے میں لپیٹ لیا کرتے۔ صافے کے نیچے ٹوٹی ضرور ہو کرتی تھی جو سر سے چکی رہتی تھی۔ پیارے نبی سفید لباس بہت پسند فرماتے تھے۔

حضور نے ایک بار جامہ بھی خرید اٹھا لیکن اسے پہنا نہیں، ہاں، یہ ضرور فرمایا کہ یہ اچھا پہناو ہے۔ موزے پہننے کی عادت نہ تھی۔ ایک بار حبش کے بادشاہ نجاشی نے تحفے میں سیاہ چڑے کے موزے بھیجے۔ حضور نے وہ پہنے تھے۔ آپ پاؤں میں ایسے چپل پہنتے جیسے آج کل کے ہوائی چپل ہوتے ہیں۔ یعنی چڑے کے تلوے اور ان میں تسمے لگے ہوتے تھے۔

پیارے نبی بان کی چار پائی پر سوتے، بانوں سے آپ کے پیارے جسم پر بدھیاں پڑ جاتیں۔ آپ کے پاس چڑے کا گڈا بھی تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے تھے۔ ایک لمبل بھی تھا جس میں کئی پوند لگے ہوئے تھے۔

**نوٹ:** کبھی کبھی تحفے میں بہت قیمتی کپڑے آئے جو آپ نے پہنے بھی۔ سرخ لباس آپ کو پسند نہ تھا۔

### حضور کی غذا

پیارے رسول ﷺ دوسروں کی بھوک کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ آپ کے پاس جو کچھ آتا آپ زیادہ تر دوسروں پر تقسیم فرمادیتے۔ عمر بھر اچھا کھانا آپ کو نہ ملا یہاں تک کہ چپاتی بھی آپ کے دسترخوان پر نہ ہوتی تھی۔

حضور کو کھانے کی کچھ چیزیں بہت پسند تھیں۔ سرکہ، شہد، حلوہ، زیتون کا تیل، لوکی اور جیس آپ بڑے شوق سے کھاتے۔ جیس عرب کی ایک غذا تھی۔ گھی میں کھجور اور بنیر ڈال کر پکاتے اور جیس تیار ہو جاتا تھا۔ دست کا گوشت زیادہ پسند فرماتے۔ گوشت میں لوکی کی ترکاری پڑی ہوتی تو خوش ہوتے۔ اور لوکی کے ٹکڑے بڑے شوق سے نوش فرماتے۔

حضور کے گھر میں جو کا آنا ہانڈی میں پکنے کیلئے چڑھا دیا جاتا، اس میں زیتون کا تیل، زیرہ اور کالی مرچیں ڈال دی جاتیں، یہ سب پک جاتا تو یہ غذا بھی بڑے شوق سے کھاتے۔

پتلی پتلی لکڑیاں بھی بہت پسند تھیں۔ تر بوز کو کھجوروں کے ساتھ کھاتے، ستو بھی نوش فرماتے، دودھ کبھی خالص پیتے اور کبھی پانی ملا لیتے، کبھی ایسا ہوتا کہ آپ کیلئے کشمش، کھجور اور انگور پانی میں بھگو دیا جاتا، کچھ دیر کے بعد وہ پانی نوش فرماتے۔

کھانے کے برتنوں میں لکڑی کا ایک پیالہ تھا۔ وہ ٹوٹ گیا تو اُسے ٹوپے کے تاروں سے باندھ لیا گیا۔ آپ اسی میں کھایا کرتے تھے۔ دسترخوان پر جو کھانا آتا اس میں سے آپ کو جو پسند آتا کھاتے لیکن کسی کھانے کو برا نہ کہتے۔ کھانے میں ادھر ادھر ہاتھ نہ ڈالتے۔ اپنے سامنے سے کھاتے۔ دوسروں کو بھی اسی طرح کھانے کی نصیحت فرماتے۔ حضور تک لگا کر کھانا بہت ناپسند فرماتے۔ جسے اس طرح کھاتے دیکھتے منع کرتے۔

آپ تین انگلیوں سے کھاتے، کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیتے۔ آخر میں اللہ کا شکر ادا کرتے۔ خوان اور میز پر آپ نے کبھی نہیں کھلایا۔ پیاس لگتی تو ٹھنڈا پانی پیتے۔ ٹھنڈا پانی پی کر بہت خوش ہوتے۔ پانی تین سانس میں پیتے، کھانا کھاتے اور پانی پیتے وقت ہنسنا اور باتیں کرنا آپ کو اچھا نہ لگتا۔

## صفائی اور ستھرائی

بیارے نبی ﷺ ہمیشہ پاک صاف رہتے۔ صاف ستھرا رہنے کیلئے دوسروں سے بھی کہتے۔ کسی کو گندہ دیکھتے تو اُسے صفائی کے ساتھ رہنے کی نصیحت فرماتے۔ جو لوگ صاف ستھرے رہتے ان سے خوش ہوتے اور ان کی تعریف فرماتے۔

ایک بار بیارے رسول ﷺ نے مسجد کی دیوار پر تھوک کا دھبہ دیکھا۔ آپ کو بہت برا لگا۔ یہ دیکھ کر ایک انصاری عورت دوڑی آئی۔ اس نے وہ دھبہ مٹا دیا اور اس جگہ خوشبو مل دی۔ آپ بہت خوش ہوئے اور اس کی تعریف کی۔

ایک بار باہر کے کچھ لوگ آپ سے ملنے آئے۔ اُن کے سردار نے مدینے کے باہر پڑاؤ ڈالا۔ سب وہیں اترے۔ سامان رکھا اور جھٹ بیارے نبی کی محبت میں شہر کی طرف دوڑے تاکہ حضور سے ملیں۔ یہ بھی نہ دیکھا کہ راستے کا گر دوغبار بدن پر جمائے اور خود پیسنے میں لت پت ہیں۔

اچھا یہ سب تو دوڑ پڑے لیکن اُن کے سردار نے پڑاؤ ہونچ کر پہلے غسل کیا۔ کپڑے بدلے۔ ہاتھ میں عصا لیا اور بڑے ادب اور قاعدے سے حضور کے پاس آیا۔ سلام کیا۔ حضور نے اس سردار کے بارے میں کہا۔ ”یہ جب مسلمان نہیں ہوئے تھے اس وقت بھی بڑے اچھے آدمی تھے اور اب جبکہ مسلمان ہیں، تو بھی بڑے اچھے ہیں۔“

ایک بار ایک آدمی خراب کپڑے پہنے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے پوچھا ”تیرے پاس کچھ اور ہے؟“ اس نے جواب دیا، ”اللہ کا دیا بہت کچھ ہے۔“ فرمایا ”تو پھر اللہ کا شکر کیوں آدا نہیں کرتا؟“ یعنی جب خدا نے دیا ہے تو صاف ستھرے کپڑے پہن اور اڑھ!

ایک آدمی کے بال نکھرے دیکھے تو فرمایا کہ اس سے اتنا بھی نہیں ہوتا کہ انھیں ٹھیک کر لیا کرے۔

ایک دن مسجد میں تشریف لے گئے، دیواروں پر جگہ جگہ تھوک کے دھبے دیکھے۔ آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ٹہنی

تھی۔ اس سے کھرچ کھرچ کر دھبے مٹا دیئے پھر فرمایا۔ ”کیا تم لوگوں کو یہ اچھا لگے گا کہ کوئی تمہارے سامنے آ کر تمہارے منہ پر تھوک دے۔ دیکو، جب کوئی نماز پڑھتا ہے تو خدا اس کے سامنے اور فرشتے اس کے دائیں بائیں ہوتے ہیں۔ اس لیے سامنے یا دائیں بائیں تھوکنا نہیں چاہئے۔“

## صبح سے شام تک

بیارے رسول ﷺ کا روز کا قاعدہ تھا کہ فجر کی نماز پڑھ کر جا نماز ہی پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ جاتے۔ آپ کے پیارے ساتھی (صحابہؓ) بھی آ کر پاس بیٹھ جاتے۔ آپ ان کو اچھی اچھی نصیحتیں کرتے۔

کبھی حضور صحابہؓ سے پوچھتے۔ ”کس نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بیان کرے۔“ صحابہؓ خواب بیان کرتے۔ آپ خواب کی تعبیر بتاتے۔ اس کے بعد ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہتیں۔ لوگ طرح طرح کے قصے کہتے۔ شعر پڑھتے۔ ہنسی خوشی کی باتیں کرتے۔ حضورؐ سن کر خوش ہوتے اور مسکراتے بھی۔“

جب کچھ دن چڑھ جاتا تو چاشت کی نماز پڑھتے، کبھی چار رکعت کبھی آٹھ رکعت، پھر گھر جاتے اور گھر کے دھندوں میں لگ جاتے۔ پھلے کپڑوں کو سینتے۔ جو تالوٹ جاتا تو اپنے ہاتھ سے گانٹھ لیتے۔ دودھ دوہتے اور اسی طرح ظہر کے وقت تک کاموں میں لگے رہتے۔

عصر کی نماز پڑھ کر اپنی پیاری بیویوں کے گھروں میں جاتے۔ سب کی خیریت پوچھتے۔ تھوڑی تھوڑی دیر ٹھہرتے۔ آخر میں ایک بیوی کے یہاں ٹھہر جاتے۔ پیاری بیویاں اسی گھر میں آ کر جمع ہو جاتیں۔ مغرب سے عشاء تک رہتیں۔ ہنسی خوشی کی باتیں کرتیں۔ عشاء کی اذان ہوتی تو کسی ہی ضروری بات ہو رہی ہوتی، حضورؐ ادھوری چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوتے۔ مسجد جاتے، نماز پڑھتے اور آ کر سو رہتے۔ پیاری بیویاں چلی جاتیں۔ حضورؐ کو عشاء کی نماز کے بعد بات چیت پسند نہ تھی۔

## شام سے صبح تک

بیارے رسول ﷺ عشاء کی نماز پڑھ کر سو جاتے۔ سوتے وقت قرآن کی کوئی نہ کوئی سورہ ضرور تلاوت فرماتے۔ سونے سے پہلے پڑھا کرتے کہ:-

اللھم باسمک اموت واحی

اے اللہ! میں تیرا نام لیکر مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں

سو کر جاگتے تو پڑھتے:-

الحمد لله الذي احيانا بعد ما اماتنا واليه النشور

اس خدا کا شکر ہے جس نے موت کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف اٹھنا ہے۔

آدھی رات کے بعد کچھ رات باقی رہتی تو جاگ اُٹھتے۔ مسواک سرہانے رہتی تھی۔ اٹھ کر مسواک کرتے۔ پھر وضو فرماتے اور گھر میں ہی نماز پڑھنے لگتے۔

بیارے نبی ﷺ داہنی کروٹ سوتے۔ داہنا ہاتھ گال کے نیچے رکھ لیتے۔ سفر میں ہوتے اور راستے میں سوتے تو داہنا ہاتھ اونچا کر لیتے۔ چہرہ اس پر ٹیک لیتے اور گہری نیند سو جاتے۔

سوتے وقت کبھی بچھونا ہوتا، کبھی نہ ہوتا۔ بچھونا کھال کا ہوتا تو اس پر سو جاتے۔ چٹائی ہوتی تو اس پر آرام فرماتے۔ کچھ نہ ہوتا تو خالی زمین پر بھی آپؐ کو گہری نیند آجاتی تھی۔ تہجد کی نماز آپؐ ضرور پڑھتے۔ یہ نماز آپؐ پر فرض تھی۔

## بات چیت

پیارے رسول ﷺ بہت صاف صاف بولتے تھے۔ سننے والے آپؐ کی بات اچھی طرح سمجھ لیتے تھے۔ آپؐ کسی کی بات کے سچ نہ بولتے۔ نہ اور کسی کو بولنے دیتے۔ جو بات اچھی نہ لگتی اسے نال جاتے یا پیار سے سمجھا دیتے۔ بات کرنے کا طریقہ بتا دیتے۔ آپؐ ہر ایک کی بات دھیان سے سنتے۔ فرمایا کرتے کہ جس کو کوئی ضرورت ہو، وہ مجھ سے ضرور کہے۔ جو لوگ پاس نہ آسکیں تو دوسرے لوگ ان کی خیریت بتائیں۔

آپؐ کا حکم تھا کہ جس طرح بادشاہوں کے سامنے تعظیم سے کھڑا ہوا جاتا ہے اس طرح میرے سامنے کھڑا نہ ہو۔ یہ بھی فرمایا کرتے کہ جو لوگ اپنے سامنے لوگوں کو اس طرح کھڑا دیکھیں اور پسند کریں تو ایسے لوگ اپنی جگہ جہنم میں ڈھونڈیں۔

ایسا بھی ہوتا کہ پیارے رسول ﷺ اپنے پیاروں کو دیکھتے تو محبت کے مارے اٹھ کھڑے ہوتے۔ ان کی پیشانی چومتے۔ آپؐ کی دائی حلیمہ آتیں تو اٹھ کر ان کیلئے چادر بچھاتے۔ ان کے بیٹے (یعنی آپؐ کے دودھ شریک بھائی) آتے تو محبت کے مارے اٹھ کھڑے ہوتے۔ اور ان کو سامنے بٹھاتے۔ پیاری بیٹی حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا آتیں تو اٹھ کر ان کی پیشانی چومتے۔

پیارے صحابہؓ کو سمجھا دیا تھا کہ کسی کی شکایت میرے سامنے نہ کریں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہر ایک سے صاف دل ہو کر دنیا سے جاؤں۔ بات چیت کرتے وقت اسلامی تہذیب کا بڑا خیال رکھتے اور اس کیلئے دوسروں کو بھی تاکید فرماتے۔ اس بارے میں امیر، غریب سب کو ٹوکتے۔

ایک بار آپؐ کے سامنے ایک بڑے آدمی کو چھینک آئی۔ انھوں نے ”الحمد للہ“ نہیں کہا۔ پھر ایک غریب آدمی کو چھینک آئی تو اس نے کہا ”الحمد للہ“ آپؐ نے اس کے جواب میں ”یرحمک اللہ“ فرمایا (یعنی تجھ پر خدا کی رحمت ہو) اب ان بڑے صاحب نے شکایت کی کہ حضورؐ نے میرے لیے رحمت کی دعا نہیں کی۔ آپؐ نے انھیں جواب دیا کہ ”تم نے خدا کو بھلا دیا، میں نے تم کو بھلا دیا۔ انھوں نے خدا کو یاد کیا تو میں نے انھیں دعا دی۔“

## پیارے رسولؐ اور بدو

عرب میں بدو وہ لوگ کہلاتے ہیں جو گاؤں میں رہتے ہیں۔ وہ بڑے اُجڑے ہوتے ہیں۔ پیارے رسول ﷺ کے پاس بدو بھی آیا کرتے۔ وہ آپؐ سے بڑے اُجڑے پن سے باتیں کرتے لیکن، حضورؐ انھیں بڑی نرمی سے جواب دیتے۔ برانہ منانے۔ بدو آکر بڑے بے شکا سوال کرتے کہتے ”اے اللہ کے رسولؐ! بتاؤ میرے باپ کا کیا نام ہے؟ اے محمدؐ! میرا اونٹ کھو گیا ہے، بتاؤ کہاں ہے؟ ایسے سوال سن کر آپؐ کو برا تو لگتا لیکن آپؐ غصہ نہ کرتے۔ چپ رہتے۔ پیارے صحابہؓ سمجھ جاتے کہ حضورؐ کو غصہ آگیا۔ وہ دل ہی دل میں کاپٹنے لگتے۔

ایک بار ایک بدو نے آکر اسی طرح بے شکا سوال کئے۔ آپؐ کو برا لگا لیکن کہا ”اچھا، پوچھو، جو پوچھنا ہے۔ میں ہر طرح کے سوالوں کا جواب دوں گا۔“ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، گھبرا گئے۔ وہ پیارے رسول ﷺ کی پسند کی باتیں کرنے لگے۔ اصل میں صحابہؓ کو یہ ڈرتھا کہ بدووں کے جواب میں حضورؐ کو کوئی ایسی بات نہ کہہ دیں جو سارے مسلمانوں پر فرض ہو جائے اور جسے مسلمان ادا کرنے میں پریشان ہوں۔ اور نہ کر سکیں تو گنہگار ہوں۔

## پیارے رسولؐ کا پیارا مذاق

لوگ ہنسی مذاق کرتے ہیں تو بے نکی اور بے مطلب کی باتیں بھی کر جاتے ہیں اور ہنسی ہنسی میں ادب اور تہذیب کا خیال نہیں رکھتے لیکن پیارے رسولؐ کا مذاق بھی بڑا پیارا ہوتا تھا۔ آپؐ بے مطلب نہ ہنستے اور نہ بے مکالمہ مذاق کرتے۔ آپؐ کا مذاق لوگ سنتے تو انھیں مزہ بھی آتا اور اس سے صیحت بھی حاصل کرتے۔

عورتیں ادب سکھانے کیلئے اپنے بچوں کو آپؐ کی خدمت دیدیا کرتیں۔ ان بچوں میں ایک بچے تھے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت انسؓ بڑے فرماں بردار تھے۔ حضورؐ کی ہر بات دھیان سے سنتے اور جھٹ دوڑ کر کام کرتے۔ حضورؐ ان سے بہت خوش تھے۔ ایک بار حضورؐ نے ان کو آواز دی۔ ”اودوکان والے“ لوگوں نے سنا تو انہیں بڑا مزہ آیا۔ مزہ یہ کہ دوکان تو سب کے ہوتے ہی ہیں۔ لیکن حضورؐ کا یہ مطلب تھا کہ اے فرماں بردار لڑکے! یا اے کان لگا کر سننے والے بچے۔

ایک بار ایک بوڑھی خاتون آئیں ان کیلئے حضورؐ نے جنتی ہونے کی خوش خبری دی تھی۔ انہوں نے یہ خوش خبری ایک دوسرے شخص کی زبان سے سنی۔ وہ خوش خوش دوڑی آئیں کہ حضورؐ سے پوچھیں اور حضورؐ کی زبان سے یہ خوش خبری سن لیں ”اچھا تو انہوں نے آکر پوچھا۔ ”یا رسول اللہ! کیا میں جنت میں جاؤں گی؟“ آپؐ مسکرائے اور فرمایا کہ ”جنت میں بوڑھیں کا کیا کام؟“

یہ بوڑھی خاتون بڑی بھولی بھالی اور سیدھی سادی تھیں۔ حضورؐ سے یہ سنا تو لگیں رونے پینے۔ یہ دیکھ کر صحابہؓ کو بڑا مزہ آیا، پھر ان بوڑھی خاتون کو سب نے سمجھایا کہ جنت میں بوڑھے لوگ بھی جو ان ہو کر جائیں گے، اب وہ سمجھیں اور خوشی کے مارے ہنسنے لگیں، یہ تھیں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا حضورؐ کی ”کھلائی“ ماں۔

ایک بار حضرت ام ایمنؓ نے آپؐ سے اونٹ مانگا۔ آپؐ نے جواب دیا، میں تم کو اونٹ کا بچہ دوں گا۔ انہوں نے کہا ”میں اونٹ لوں گی۔ بچہ لے کر کیا کروں گی۔ اب آپؐ نے کہا۔ ہر اونٹ تو اونٹنی ہی کا بچہ ہی ہوتا ہے۔ یہ سن کر وہ مسکرا دیں اور خوش ہو گئیں۔

## آپؐ ہنس پڑے

ایک بار آپؐ کے ایک پیارے ساتھی گھبرائے ہوئے آپؐ کے پاس آئے۔ آپؐ نے حال پوچھا۔ مجھ سے بڑا گناہ ہو گیا۔ کیا کروں؟ آپؐ نے بتایا ”جاؤ ایک غلام آزاد کر دو“۔ انہوں نے کہا۔ ”حضور! میں تو غریب آدمی ہوں۔ غلام کہاں سے لاؤں؟“ فرمایا ”اچھا جاؤ دو مہینے کے روزے رکھو“ جواب دیا ”حضور! میں بہت کمزور آدمی ہوں، روزے نہ رکھ سکوں گا۔ آپؐ نے فرمایا ”اچھا جاؤ، ساٹھ غریبوں کو کھانا کھلا دو۔ عرض کیا ”حضور! میرے پاس تو کچھ بھی نہیں“ اتنے میں تھیلہ بھر بھجوریں کہیں سے آگئیں۔ آپؐ نے ان کو دیا، اور فرمایا ”جاؤ غریبوں کو بانٹ دو۔ اب انہوں نے پھر کہا ”اے اللہ کے رسول! مدینے بھر میں مجھ سے زیادہ کوئی غریب آدمی نہیں“ آپؐ ہنس پڑے اور فرمایا ”جاؤ تم خود ہی کھاؤ“۔

## خدا پر بھروسہ

پیارے نبی ﷺ کو اللہ پر پورا بھروسہ تھا بڑی سے بڑی مصیبت کا سامنا ہوتا۔ کیسا ہی کھٹکا اور ڈر رہتا آپؐ خدا پر بھروسہ رکھتے۔ آپؐ جانتے تھے کہ اگر اللہ کا حکم نہ ہو گا تو کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔

ایک بار مکے کے کافروں نے طے کیا کہ محمد ﷺ کو (تو بہنو بہ) قتل کر دیں۔ رات کے وقت سب نے آکر آپ کا گھر گھیر لیا لیکن اسی رات کو سب کے بیچ میں ہو کر آپ گھر سے باہر نکل گئے اور کوئی جان بھی نہ سکا۔ بات یہ ہوئی تھی کہ گھر سے نکلتے وقت آپ نے اللہ سے دعا کی تو اللہ کے حکم سے تھوڑی دیر کیلئے کافر اونگھ گئے۔

گھر سے نکل کر حضور اپنے پیارے ساتھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کے گھر گئے۔ ان کو ساتھ لیا اور شہر سے باہر جا کر غار ثور میں چھپ رہے۔ صبح کو کافروں نے جانا کہ آپ نکل گئے۔ اب وہ سب آپ کی کھوج میں نکلے۔ کچھ کافر آپ کی تلاش کرتے کرتے غار ثور کے منہ پر جا کھڑے ہوئے۔ اندر سے حضرت ابو بکرؓ نے ان کے پاؤں دیکھ لیے۔ وہ گھبرا گئے، حضور سے کہا ”اگر یہ ذرا جھک کر دیکھیں گے تو ہم کو دیکھ لیں گے۔ آپ نے دلاسا دیا اور فرمایا ”گھبراؤ نہیں! ہمارے تمہارے ساتھ اللہ ہے۔“ اور پھر اللہ نے آپ کو بچا لیا۔ آپ مکے سے مدینے چلے گئے اور کافر آپ کو نہ پاسکے۔

اس طرح کی بہت سی باتیں آپ کی زندگی میں ملتی ہیں۔ ایک بار آپ ایک درخت کے نیچے سو رہے تھے۔ ایک کافر آیا۔ اس نے آپ کو سونا دیکھا تو جھٹ تلواریں کھینچی لیں کہ آپ کو قتل کر دے، اتنے میں آپ کی آنکھ کھل گئی۔ کافر نے آپ سے پوچھا۔ ”بتاؤ! اب تم کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟“ آپ نے جواب دیا: ”اللہ“ آپ کا یہ جواب سن کر کافر اس درجہ رعب میں آ گیا کہ تلوار چھوٹ کر اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ اب حضور نے تلوار اٹھالی اور فرمایا: ”بتاؤ، اب تم کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ وہ کافر آپ کی خوشامد کرنے لگا۔ آپ نے اُسے معاف کر دیا اور کہا: ”تجھے بھی کہنا چاہئے تھا کہ اللہ بچا سکتا ہے۔“ اس طرح جب کوئی برا وقت آتا، آپ پر بھروسہ رکھتے اور اللہ آپ کی مدد کرتا۔

## خاطر داری

بیارے نبی ﷺ اپنے ساتھیوں کے آرام اور سکھ کا بھی بڑا خیال رکھتے تھے۔ بیارے نبی دوسرے لوگوں کے آرام اور سکھ کا بھی خیال رکھتے تھے۔ بیارے رسول ﷺ کے گھر کے باہر کوئی آدمی آتا، چاہے وہ مسلمان ہوتا یا نہ ہوتا، آپ اس کے آرام کا بھی بڑا خیال فرماتے۔

آپ سے ملنے کیلئے، آپ سے دین کی باتیں سیکھنے کیلئے، آپ سے کچھ پوچھنے کیلئے، آپ سے کچھ کہنے کیلئے، آپ کو کچھ دیکھنے کیلئے، اور بہت سے کاموں کیلئے لوگ آپ کے پاس آتے ہی رہتے تھے۔ ایک ایک دو دو اور زیادہ زیادہ بھی۔ آپ سب کی بڑی خاطر کرتے، انھیں اچھی جگہ ٹھہراتے، انھیں اچھا کھانا کھلاتے، آرام سے سلاتے اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر دیکھتے کہ مہمانوں کو کوئی تکلیف تو نہیں۔ ایسا بھی ہوتا کہ حضور کے گھر میں کھانے کو کچھ نہ ہوتا اور مہمان آجاتے، اس پر بھی آپ بڑی خوشی سے مہمانوں کے کھانے پینے کا انتظام فرماتے۔

ایک بار ایک یہودی آپ کے یہاں آیا۔ ٹھہرا۔ اس دن آپ کے گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ آپ نے ایک بکری کا دودھ پلایا، وہ پی گیا۔ لیکن بھوکا ہی رہا۔ آپ نے ایک بکری کا دودھ اور پلایا۔ وہ پھر پی گیا۔ لیکن رہا بھوکا ہی۔ آپ نے اُسے ایک اور بکری کا دودھ پلایا۔ وہ، وہ بھی پی گیا لیکن رہا بھوکا ہی۔ اس طرح ایک ایک کر کے آپ نے اسے سات بکریوں کا دودھ پلایا۔

ایک بار ایک شخص آپ کے یہاں آیا۔ رات کو ٹھہرا۔ کھاپی کر سویا تو رات کو اُسے دست آ گیا۔ حضور نے اسے بستر دیا تھا، اس نے بستر گندہ کر دیا اور صبح ہونے سے پہلے گھر سے بھاگ گیا۔ آپ نے صبح کو اپنے ہاتھ سے بستر دھویا۔

وہ شخص بھاگتے وقت اپنی تلوار نہیں بھول گیا تھا۔ ڈرتے ڈرتے تلوار کی لالچ میں آیا۔ دیکھا تو حضور کو گندگی دھوتے پایا۔ آپ نے اُسے شرمندہ نہیں کیا۔ اس کی تلوار اُسے دے دی اور اسے دلاسا دیا۔ وہ شخص آپ کے اس برتاؤ سے مسلمان ہو گیا۔

پیارے رسول ﷺ کے پیارے ساتھیوں میں کچھ ایسے تھے جو دین کی باتیں سیکھنے کے لالچ میں ہر وقت آپ کے پاس جمع رہتے تھے۔ انھیں دین کی باتیں سیکھنے کا اتنا شوق تھا کہ وہ کمانے کیلئے بھی نہیں جاتے تھے۔ مسجد نبوی کے پاس ایک چبوترہ تھا۔ وہ سب اسی چبوترہ پر اٹھتے بیٹھتے اور سوتے، اور ہر وقت پیارے نبی کی بتائی ہوئی باتوں کو یاد کرنے میں لگے رہتے تھے۔ ان سب کے کھانے پینے کی ذمہ داری حضور نے اپنے سر لے لی تھی۔ یہ سب اصحاب صفہ (یعنی چبوترہ والے) کہلاتے تھے۔

ایک دن اصحاب صفہ زیادہ بھوکے تھے۔ پیارے رسول ان کی حالت دیکھ کر بے چین ہوئے۔ اپنی بیاری بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے فرمایا: کھانے کو جو کچھ، لاؤ۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے چوٹی کا پکا ہوا کھانا لا کر رکھ دیا۔ پھر کچھ چھوہارے لائیں۔ اس کے بعد دودھ سے بھرا ہوا بڑا پیالہ دیا۔ آپ یہ سب اصحاب صفہ کیلئے لے آئے۔

ایک بار آپ کے کچھ مہمان آئے۔ آپ نے ایک بیوی کے گھر کہلا بھیجا کہ مہمانوں کیلئے کھانا بھیجیں۔ ان بیوی کے گھر خود فاقہ تھا۔ آپ نے دوسری بیوی کے گھر کہلا بھیجا۔ وہاں بھی اللہ کے نام کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس طرح آپ نے اپنی سب بیویوں کے گھر کہلا بھیجا۔ مگر وہ بے چاری سب بھوکی اللہ اللہ کر رہی تھیں اور کسی کے گھر میں دانہ تک نہ تھا۔ اب آپ نے پیارے ساتھیوں ”صحابہ“ سے کہا ”کہ ان مہمانوں کو کون کھانا کھلائے گا“ ایک صحابی اٹھے۔ بولے: ”میں“ اور وہ مہمانوں کو اپنے گھر لے آئے۔

اور ایسا تو بہت بار ہوا کہ حضور کے گھروں میں کھانا تیار کیا گیا۔ اتنے میں مہمان آگے تو آپ نے مہمانوں کو کھانا کھلا دیا اور گھر کے سب لوگ بھوکے ہی سو رہے۔ کیسے خاطر دار تھے پیارے رسول ﷺ۔

## برابری کا برتاؤ

پیارے نبی ﷺ کسی انسان کو چھوٹا آدمی (بچ) نہیں سمجھتے تھے، امیر ہو یا غریب، بچہ ہو یا بوڑھا، کوئی غلام ہو یا لوٹھی، بڑے خاندان والا ہو یا چھوٹے خاندان کا، کالا ہو یا کورا، آپ سب کو برابر کا انسان سمجھتے تھے۔ اور سب کی عزت کرتے تھے۔

ایک دن آپ صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اتنے میں کہیں سے دودھ آگیا۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ آپ ہر چیز دہنی طرف سے بانٹتے تھے۔ آپ نے ذرا سا دودھ بیا، پھر دہنی طرف دیکھا۔ آپ کے داہنی طرف اس دن حضرت عبد اللہ ابن عباس بیٹھے تھے جو ابھی بچہ تھے۔ آپ نے بائیں طرف دیکھا تو بڑی عمر کے صحابہ بیٹھے دکھائی دیے، آپ نے عبد اللہ بن عباس سے کہا: ”میاں! حق تو تمہارا ہی ہے لیکن اگر تم اجازت دو تو میں پہلے ان بڑی عمر کے صحابہ کو دودھ دوں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس تھے تو کم عمر کے لیکن اللہ نے ان کو سوجھ بوجھ بہت زیادہ دی تھی۔ انھوں نے دل میں سوچا کہ پیالے میں جس جگہ پیارے رسول کے ہونٹ چھو گئے ہیں اس جگہ سب سے پہلے اپنے ہونٹ لگانا بڑی برکت کی بات ہے، یہ سوچ کر بولے: ”میں یہ برکت ہاتھ سے نہ جانے دوں گا“ یہ سنا تو حضور نے دودھ کا پیالہ انھیں کو دے دیا۔ انھوں نے دو ایک گھونٹ دودھ اسی جگہ منہ لگا کر بیا، جہاں سے حضور نے بیا تھا۔ اس کے بعد دوسروں کو دے دیا۔



اسی طرح ایک بار آپ کے دائی طرف ایک بدو بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے حضرت انسؓ سے پینے کا پانی مانگا۔ حضرت انسؓ نے دودھ پیش کیا۔ آپ نے تھوڑا سا دودھ پیا اور حضرت انسؓ کو دے کر فرمایا کہ اب دائی طرف والے کا حق ہے۔ اس طرح حضور کے بعد بدو نے پیا۔

صحابہ کرام (بیارے رسول ﷺ کے بیارے ساتھی) جب بل جمل کر کوئی کام کرتے تو حضور بھی ان میں شامل ہو جاتے۔ مسجد نبوی بننے لگی تو آپ نے سب کے ساتھ کام کیا۔ صحابہ بڑو کہتے کہ ہماری جان آپ پر قربان ہو، آپ تکلیف نہ فرمائیں لیکن حضور نہ مانتے۔ آپ نے اس موقع پر سب سے زیادہ محنت سے کام کیا۔ بڑے بڑے وزن دار پتھر آپ نے لا کر ڈھیر کر دیئے۔ اسی طرح ایک بار ایک خندق کھودنے میں سب سے زیادہ مشکل کام آپ نے کیا۔

ایک بار حضور کہیں جا رہے تھے۔ صحابہ کرامؓ ساتھ تھے۔ سب ایک جگہ ٹھہرے کھانا پکانے کا سامان ہوا، سب نے ایک ایک کام بانٹ لیا۔ حضور نے جنگل سے لکڑیاں لانے کا کام اپنے ذمہ لیا۔ صحابہ نے منع کیا کہ ہم تو حاضر ہیں، مگر حضور نے مانے فرمایا: ”مجھے یہ پسند نہیں کہ میں تمہارے بیچ نواب بن کر بیٹھوں۔ خدا اس بندے کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ساتھیوں سے الگ تھلگ لگتا ہو۔“

ایک بار کافروں سے لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی کے وقت مسلمانوں کے پاس سامان کم تھا۔ اونٹ بھی کم تھے۔ مسلمان چلتے تو سواری کیلئے ایک ایک اونٹ تین تین مسلمانوں کے حصے میں آیا۔ سب باری باری سے چڑھتے اترتے چلتے۔ حضور نے بھی ایسا ہی کیا۔ صحابہ نے بہت کہا کہ حضور سواری ہو کر چلیں مگر آپ نے کسی کی باری نہیں لی۔ کیسے اچھے تھے بیارے نبی۔

## شرم و حیا

بیارے نبی ﷺ بڑے ہی شرمیلے تھے۔ شرم کے مارے کوئی ہلکی سی بات بھی زبان سے نہ نکالتے۔ رستہ بگلی اور بازوؤں میں چپ چاپ چلتے۔ بدن کا جو حصہ کپڑوں سے چھپانے کے لائق ہوتا اس پر بڑا ادھیان رکھتے۔ ٹھٹھا لگا کر نہیں ہنستے تھے۔ حاجت سے فارغ ہونے کیلئے اتنی دور نکل جاتے کہ کوئی دیکھ نہ سکتا۔ کبھی کبھی تین تین میل دور چلے جاتے۔ اس وقت عرب میں گھروں کے اندر پاخانے بنانے کا رواج نہ تھا۔

حضور کے بچپن کی وہ بات سب جانتے ہیں کہ جب کعبے کی مرمت ہونے لگی تو آپ بھی بچوں کے ساتھ پتھر ڈھوتے تھے۔ پتھر ڈھونے میں آپ کے کندھے چھل گئے۔ آپ کے چچا عباسؓ نے دیکھا تو آپ کا ہتھکھول کر آپ کے کندھے پر رکھ دیا۔ اب جو آپ نے اپنے کونگا دیکھا تو شرم کے مارے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اس زمانے میں بچے تو بچے، بڑوں میں اتنی شرم نہیں تھی۔ بہت سے لوگ تو ننگے ہو کر کعبہ کا طواف کرتے تھے۔ کوئی نہ سمجھ سکا کہ محمدؐ کیوں بے ہوش ہو گئے۔ سب آپ کو ہوش میں لانے کی تدبیر کرنے لگے۔ آپ کو ذرا ذرا ہوش آیا تو آپ کی زبان سے نکلا۔ ”میرا ہتھ“۔ اب سب لوگ سمجھے۔ آپ کو ہتھ باندھا گیا۔ تو آپ نے آنکھیں کھولیں۔ اٹھے اور پھر کام کرنے لگے۔ کیسے شرمیلے تھے بیارے نبی۔

## گھمنڈ نہ تھا

اللہ نے آپ کو اپنا آخری رسول بنایا۔ سب سے زیادہ آپ کو عزت دی۔ اللہ نے آپ کو سارے عرب کی حکومت عطا فرمائی لیکن آپ میں غرور اور گھمنڈ ذرا بھی نہ تھا۔ آپ گھر کا کام کاج خود ہی کر لیتے، بازار سے سواد لے آتے۔ دوسروں کا سودا بھی لا دیتے۔ دودھ خود ڈوہ لیتے۔ ٹوٹی جوتیوں کو خود ہی گانٹھ لیتے۔ غریبوں اور غلاموں

کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتے۔

ایک دن آپؐ گھر سے نکلے۔ لوگ آپؐ کو دیکھ کر ادب سے کھڑے ہو گئے۔ آپؐ نے منع فرمایا۔ ساتھ ہی یہ فرمایا جو شخص یہ پسند کرے کہ لوگ اس کی تعظیم کیلئے کھڑے ہوں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں ڈھونڈے۔

ایک بار کچھ لوگ ملنے آئے۔ انھوں نے کہا: ”آپؐ تو ہمارے مالک ہیں۔“ آپؐ نے فرمایا۔ ”مالک تو بس اللہ ہے۔“

ایک بار ایک پاگل عورت آئی اور کہا: ”اے محمدؐ! مجھے تم سے کچھ کام ہے۔“ آپؐ اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ آپؐ کو ایک گلی میں لے گئی۔ زمین پر بیٹھ گئی۔ آپؐ بھی زمین پر بیٹھ گئے۔ اس نے جو کچھ کہا آپؐ نے اسے اطمینان دلایا۔ پھر جب وہ اٹھ کر چلی گئی تو آپؐ اٹھے۔

حضورؐ نے مکہ فتح کیا اور جب شہر میں داخل ہوئے تو آپؐ ایک خچر پر سوار تھے جس کی لگام کی جگہ کھجور کی چھال بندھی تھی اور آپؐ اللہ کا شکر ادا کر رہے تھے۔

ایک بار آپؐ اپنے ایک ساتھی کے گھر گئے۔ آپؐ کو دیکھ کر بچیاں آگئیں ان میں سے کسی نے ایک شعر پڑھا جس کا مطلب یہ تھا۔ ”ہم میں ایک ایسا رسول ہے جو کل کی باتیں جانتا ہے۔“ آپؐ نے یہ شعر سنا تو اسے پڑھنے سے روک دیا کیوں کہ کل کی باتیں اللہ کے سوا کوئی جاننے والا نہیں۔

حضورؐ کے پیارے بیٹے قاسم جس دن اللہ کو پیارے ہوئے اس دن سورج گرہن تھا۔ کسی نے کچھ اس طرح کی بات کہی کہ نبیؐ کے بیٹے کے غم میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپؐ نے سنا تو فرمایا۔ ”غلط ہے۔ سورج اور چاند میں گرہن لگنا خدا کے حکم سے ہوتا ہے۔ کسی کی موت اور زندگی سے ایسا نہیں ہوتا۔“

ایک بار حضورؐ وضو فرما رہے، کچھ صحابہؓ نے آپؐ کے وضو کئے ہوئے پانی کو ہاتھوں میں لے لیا اور اپنے چہرے پر ملنے لگے۔ آپؐ نے پوچھا: ”تم یہ کیوں کر رہے ہو؟“ انھوں نے بتایا کہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی محبت میں ایسا کر رہے ہیں۔ آپؐ نے یہ سن کر فرمایا کہ جو اللہ کے رسولؐ سے محبت کرنا چاہے اُسے چاہئے کہ بیچ بولے، امانت دار بنے، اور پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔

ایک بار کسی نے بات کرتے کرتے کہہ دیا کہ جو خدا چاہے اور جو آپؐ چاہیں۔ ”یہ سن کر آپؐ نے فرمایا: ”تم نے مجھ کو خدا کے برابر اس کا سا جی بنا دیا۔ کہو کہ جو خدا چاہے۔“

کیسی اچھی باتیں بتاتے تھے آپؐ۔ آپؐ میں ذرا بھی تو گھمنڈ نہ تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

## بہادری

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ سے زیادہ بہادر کوئی نہ تھا۔ ایک بار مدینے میں شور سنائی دیا کہ دشمن آگئے، ان دنوں ایک دشمن (غسانی) کے چڑھائی کر دیئے کا ہڑاجہ چاہتا تھا اور یہ کہہ کا دن رات لگا رہتا تھا۔ شور سن کر ہم مقابلے کیلئے تیاری کرنے لگے۔ کوئی اپنے گھوڑے کی طرف لپکا، کوئی اپنے ہتھیار سنبھالنے لگا۔ لیکن سب سے پہلے حضورؐ اپنے گھر سے نکلے۔ جلدی میں گھوڑے پر زین بھی نہ کسی، آپؐ مدینے کے آس پاس ہو آئے۔ پھر آ کر فرمایا ”گھبراؤ نہیں، کوئی ڈر نہیں۔“

صحابہؓ میں ایک سے ایک بہادر صحابیؓ تھے لیکن تمام صحابہؓ کہا کرتے تھے کہ جب ہم دشمنوں سے لڑتے اور ان

کا داؤد ہم پر زیادہ ہوتا تو ہم سب بیارے نبیؐ کی پناہ لیتے تھے۔

بدر اور احد کی لڑائیاں بہت مشہور ہیں۔ دونوں لڑائیوں میں بڑے گھمسان کا آن پڑا تھا لیکن دشمنوں سے زیادہ قریب آپؐ ہی تھے۔ احد میں آپؐ بہت زیادہ زخمی ہو گئے تھے لیکن مقابلے سے نہ ہٹے۔

حنین کی لڑائی میں دشمنوں نے مسلمانوں پر ایسے تیر برسائے کہ مسلمانوں کے پیرا کھڑ گئے اور وہ تتر بتر ہو گئے لیکن حضورؐ اپنے فخر کو بڑا لگا لگا کر آگے بڑھا رہے تھے۔ بیارے صحابہؓ لگام پکڑ پکڑ کر روکتے اور کہتے کہ حضورؐ: دشمن تو آپؐ ہی کی تاک میں ہیں۔ پھر بھی حضورؐ آگے بڑھتے گئے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ ایک بہادر صحابی تھے، ان سے کسی نے پوچھا: ”کیا تم لوگ حنین کی لڑائی میں بھاگ کھڑے ہوئے تھے؟“ انھوں نے کہا: ”ہاں یہ سچ ہے لیکن میں کو اپنی دینا ہوں کہ نبیؐ نہ گھبرائے نہ پیچھے ہٹے۔ خدا کی قسم: جب گھمسان کا رن پڑتا تو ہم سب حضورؐ ہی کے پاس آ کر پناہ لیتے تھے۔ لڑائیوں میں سب سے زیادہ بہادر وہ سمجھا جاتا تھا جو آپؐ کے ساتھ کھڑا رہتا تھا“

ہوازن کے مقابلے میں مسلمانوں کے قدم اکھڑے اور حضورؐ کیلے رہ گئے تو آپؐ نے نعرہ مارا: ”میں سچا نبی ہوں اور عبدالمطلب کی اولاد ہوں“۔ پھر عباسؓ سے کہا: ”نیزے والوں کو پکارو“۔ حضرت عباسؓ حضورؐ کے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ساتھ ساتھ درڑر رہے تھے۔ ان کی آواز بہت بلند تھی۔ انھوں نے مسلمانوں کو پکارا۔ مسلمان پلٹ پڑے اور انھوں نے لڑائی جیت لی۔

ابی بن خلفؓ آپؐ کا جانی دشمن تھا۔ وہ بڑا بہادر اور پھر تیرا سپاہی تھا۔ وہ ہزار بہادروں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ احد کی لڑائی میں وہ اپنے مضبوط گھوڑے پر سوار ہو کر آیا۔ وہ حضورؐ کی تاک میں تھا۔ ایک بار وہ گھوڑا اڑانا چلا، جو سامنے آیا اسے ہٹا دیا۔ سیدھا آپؐ پر حملہ کرنے بڑھا۔ مسلمانوں نے یہ دیکھا تو گھبرائے۔ سب بڑھے کہ اسے روکیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ”آئے دو“۔ صحابہؓ لگ بھٹ گئے۔ آپؐ نیزہ لے کر بڑھے۔ اس کے پاس پہنچے اور دھیرے سے نیزے کی نوک اس کی گردن میں چھودی۔ بس اتنے میں وہ چیخ مار کر بھاگا۔ اسے چیختے چلاتے دیکھا تو اس کے ساتھیوں نے کہا ”ارے تو ایسا بہادر اور اتنی ہی چوٹ کھا کر بری طرح چنگھاڑ رہا ہے۔“ اس نے جواب دیا: ”ہاں، تم سچ کہتے ہو لیکن یہ محمدؐ کے ہاتھ کی چوٹ ہے۔“ ایسے بہادر تھے ہمارے بیارے نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم۔

## آپؐ سچے تھے

بیارے رسولؐ بڑے سچے تھے۔ آپؐ نے کبھی کوئی جھوٹ بات زبان سے نہیں نکالی۔ آپؐ ابھی نبی نہیں ہوئے تھے کہ عرب والوں نے آپؐ کو صادق (سچا) کہا کر پکارا۔ یہ عرب میں سب سے بڑا خطاب تھا۔ جب آپؐ نبی ہوئے اور اسلام پھیلانا شروع کیا تو بہت سے لوگ آپؐ کے دشمن ہو گئے۔ دشمنوں کا قاعدہ ہے کہ تاک میں رہتے ہیں۔ ذرا سی بات پا جائیں تو مشہور کر دیں کہ فلاں ایسا ہے۔ کوئی بات نہ ملے تو اپنی طرف سے جھوٹ گھڑ کر کہہ دیں، لیکن نبیؐ کے کز سے کز دشمن نے بھی آپؐ کو کبھی جھوٹا نہیں کہا۔ وہ آپؐ کو طرح طرح سے کوستے تھے، تو بتو بہ، مجھوں اور شاعر تک کہتے، جان لینے پر نٹلے تھے لیکن کسی نے یہ نہیں کہا کہ محمدؐ جھوٹے ہیں۔

آپؐ کما سب سے بڑا دشمن ابو جہل تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ۔ ”اے محمدؐ! میں تم کو جھوٹا نہیں کہتا۔ ہاں، تم جو یہ کہتے ہو اس کو میں ٹھیک نہیں سمجھتا (اس کا مطلب اسلام کے بنیادی عقیدوں سے تھا جو قرآن پیش کر رہا تھا) بدر کی لڑائی میں جب مسلمانوں کا مقابلہ مکے کے کافروں سے ہوا تو قریشی لشکر میں سے ایک سردار ابو لہب نے حضورؐ کی طرف اشارہ کر کے ابو جہل سے پوچھا: ”سچ بتا! یہ شخص کیسا ہے؟“ ابو جہل نے جواب دیا: ”یہ بڑا ہی سچا ہے۔“ یہ جواب سن کر ابو لہب نے

نے کہا: ”تو پھر مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا اور مسلمانوں سے کیوں لڑتا ہے؟“ جواب دیا ”یہ نہیں ہو سکتا کہ میں بلالؓ جیسے غلاموں کے ساتھ بیٹھوں (حضرت بلالؓ غلام تھے اور اس زمانے میں غلاموں کو بڑا ہی سچ اور ذلیل سمجھا جاتا تھا۔)

ابو جہل کے بعد ابوسفیان کا نمبر تھا۔ یہ ایک بار روم کے بادشاہ ہرقل کے دربار میں گئے۔ اس نے ان سے پوچھا: ”تمہارے یہاں جو شخص اپنے کو نبی کہتا ہے۔ کیا وہ کبھی جھوٹ بولا؟“ ابوسفیان نے جواب دیا: ”نہیں محمدؐ جھوٹے نہیں ہیں۔“ یہ سنا تو بادشاہ نے کہا: ”مجھے یقین ہے کہ اگر وہ شخص (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) خدا پر جھوٹ بولتا تو وہ آدمیوں سے جھوٹ بولنے میں نہ چوکتا۔“ سچ بڑے سچ تھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

## امانت داری

بیارے رسولؐ بڑے ہی امانت دار تھے۔ جو لوگ آپؐ کو روپیہ پیسہ یا سامان رکھنے کو دیتے تو آپؐ اس سامان یا روپیہ کو بڑی دیکھ بھال کے ساتھ رکھتے۔ اُسے اپنے کام میں نہ لاتے اور نہ اس میں کمی کرتے۔ لوگ باہر جاتے تو اپنی چیزیں آپؐ کے سپرد کر جاتے اور جب آتے وہی کی وہی لے لیتے۔

حضورؐ کی امانت داری اتنی مشہور ہو گئی کہ نبی ہونے سے پہلے ہی لوگ آپؐ کو ’امین‘ کہنے لگے تھے۔ یعنی بہت بڑا امانت دار۔ جو لوگ آپؐ کی جان کے دشمن تھے وہ بھی آپؐ کو بڑا ہی امانت دار سمجھتے تھے۔ جب آپؐ مکہ سے مدینہ ہجرت فرمانے لگے تو بہت سے کافروں کی امانتیں آپؐ کے پاس تھیں۔ چلتے وقت وہ سب حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو دیں اور بتا دیا کہ کس کس کی امانت ہے تاکہ وہ ان کو دے دیں۔

بیارے نبیؐ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ جو آدمی یہ چاہتا ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ اس سے محبت کریں اسے چاہئے کہ جب بات کرے سچ بولے اور اس کے پاس امانت رکھی جائے تو دیکھ بھال رکھے اور واپس کر دے۔

بیارے نبی ﷺ کسی سے وعدہ فرماتے تو اسے ضرور پورا فرماتے۔ جب آپؐ نبی نہیں ہوئے تھے اس وقت کی بات ہے۔ ایک صاحب تھے۔ ان کا نام عبد اللہ تھا۔ وہ آپؐ کو ایک جگہ ملے۔ لیکن دین کی کوئی بات ہوئی۔ انھوں نے کہا: ”اچھا اسی جگہ ٹھہریے میں آکر حساب کر دوں گا۔“ یہ کہہ کر وہ چلے گئے لیکن بات ان کے دھیان سے اتر گئی۔ تیسرے دن اسی طرف پھر نکلے دیکھا تو آپؐ وہیں بیٹھے ہیں۔ عبد اللہ بہت شرمائے۔

بیارے نبی ﷺ وعدے کے ایسے سچے تھے کہ آپؐ کے دشمن بھی مانتے تھے۔ ایک بار روم کے بادشاہ نے ابو سفیان سے پوچھا کہ تمہارے یہاں جو صاحب اپنے کو نبی کہتے ہیں، وہ وعدے کے سچے بھی ہیں؟“ ابوسفیان اس وقت حضورؐ کے جانی دشمن تھے لیکن انھوں نے بادشاہ کے سامنے اقرار کیا کہ محمد ﷺ وعدے کے سچے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

بدر کے میدان میں حضورؐ کی اور کئی کئی کافروں سے گھسان کی لڑائی ہوئی۔ آپؐ کی طرف ۳۱۳ مسلمان تھے اور کافروں کی طرف بارہ سو۔ اسی زمانے میں کچھ مسلمان مکے سے آرہے تھے۔ مکے کے کافروں نے ان کو روکا اور کہا کہ تم محمد ﷺ کے پاس جا رہے ہو۔ انھوں نے انکار کیا۔ کافروں نے اس وعدے پر چھوڑا کہ لڑائی میں محمد ﷺ کا ساتھ دو گے۔ انھوں نے مان لیا۔ پھر حضورؐ کے پاس آئے، سارا حال کہا۔ آپؐ نے فرمایا: ”وعدہ کیا ہے تو تم جاؤ ہمیں صرف خدا کی مدد چاہئے۔“

جب آپؐ نے مکہ فتح کیا تو بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ بہت سے لوگ بھاگ گئے۔ مسلمان ہونے والوں سے اپنے گھر والوں کی معافی کیلئے کہا۔ حضورؐ نے وعدہ فرمایا۔ پھر جب بھاگنے والے واپس آئے تو آپؐ نے انہیں سچ سچ معاف فرمایا۔ ان میں آپؐ کے بڑے بڑے دشمن تھے۔ صفوان بن امیہ۔ عکرمہ ابن ابی جہل اور ایسے ہی دوسرے

لوگ۔ آپؐ کی اس معافی سے سب مسلمان ہو گئے۔ اللہ ان سب سے راضی ہو۔

## برائی کے بدلے بھلائی

بیارے رسول ﷺ کے ساتھ کوئی برائی کرتا تو آپؐ اسے معاف فرما دیتے۔ معاف ہی نہیں بلکہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتے۔ آپؐ کا یہ طریقہ زندگی بھر رہا۔ آئے دن آپؐ اپنے دشمنوں کو معاف کر دیتے۔

حضورؐ جب مکہ میں تھے تو ایک بار طائف گئے۔ آپؐ نے وہاں کے لوگوں سے کہا: ”اللہ کو ایک مانو۔ محمد کو اللہ کا رسول جانو۔ آخرت کی پکڑ سے ڈرو۔ جنوں کی پوجا سے پرہیز کرو۔ برائیاں چھوڑو اور اللہ سے رشتہ جوڑو“۔ یہ سن کر طائف والے بگڑ گئے۔ آپؐ کو بہت بیٹا۔ آپؐ کو بولہبان کر دیا۔ آپؐ چوٹیں کھا کر گر پڑے۔ آپؐ کے خادم حضرت زید بن حارثہؓ آپؐ کو اٹھا کر ایک باغ میں لے گئے۔ انھوں نے آپؐ سے کہا: ”حضور! آپؐ طائف والوں کو بددعا کیوں نہیں دیتے؟“ آپؐ نے ہاتھ اٹھائے اور بددعا کے بدلے طائف والوں کیلئے اللہ سے دعا کی کہ: ”اے اللہ! انھیں معاف کر دے۔ یہ کچھ جانتے نہیں، آخرت کو مانتے نہیں، اے اللہ انھیں بخش دے۔“

اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ آگے چل کر طائف والے مسلمان ہو گئے اور ان میں بڑے بڑے بہادر لوگ پیدا ہوئے اور پھر ان لوگوں نے اسلام کو خوب پھیلایا۔

زید بن سعدؓ ایک یہودی تھا۔ ایک بار حضورؐ نے اس سے قرض لیا۔ اور کچھ دنوں کیلئے وعدہ کیا۔ وہ وعدہ سے پہلے ہی مانگنے آ گیا۔ اس نے آ کر حضورؐ کی چادر کھینچی اور حضورؐ کو برا کہنے لگا۔ کہ تم مال منول کر کے میری رقم مار لو گے۔ اسی بات پر حضرت عمرؓ کو غضبہ آ گیا۔ بولے ”او اللہ کے دشمن! تو اللہ کے رسولؐ کے بارے میں ایسی بری بات کہتا ہے؟“ نبی کریم ﷺ مسکرائے۔ حضرت عمرؓ سے فرمایا: ”اے عمر! تم کو چاہئے تھا کہ مجھ سے کہتے: قرضہ ادا کر دو، اور اس سے کہتے کہ بھائی، نرمی کرو۔“ اس کے بعد فرمایا کہ اس یہودی کا قرض ادا کر دو، اور اسے تیس صاع دس صاع ایک وزن ہوتا ہے کھجوریں دے دو۔

ایک بار ایک بڑا آیا۔ وہ مسجد میں آ کر کھڑے کھڑے پیشاب کرنے لگا۔ لوگ دوڑے کہ اسے پیشاب۔ آپؐ نے فرمایا: ”جانے دو اور پیشاب پر پانی بہا دو اور دیکھو، اسے کچھ دے دو۔ اللہ نے تمہیں نرمی کیلئے بھیجا ہے۔“

ایک بار ایک بڑا آیا۔ اس نے آتے ہی حضورؐ کی چادر اس زور سے کھینچی کہ بیارے رسولؐ کی گردن لال ہو گئی۔ آپؐ نے اس کی طرف دیکھا۔ اس نے کہا ”میرے اونٹوں کو غلہ سے لا دو۔ تیرے پاس جو کچھ ہے وہ نہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا۔“ آپؐ نے فرمایا: پہلے میری گردن کا بدلہ دو تب غلہ دوں گا۔ وہ بار بار کہتا رہا۔ خدا کی قسم! بدلہ نہ دوں گا۔ آخر آپؐ نے حکم دیا کہ اس کے اونٹوں پر جو اور کھجوریں لا دو۔

سب جانتے ہیں کہ ابو جہل آپؐ کا کتر دشمن تھا اسی طرح اس کے بیٹے عکرمہ بھی دشمن تھے۔ جب مکہ فتح ہوا تو عکرمہ مکے سے بھاگ گئے، ان کی بیوی جا کر ان کو لائیں تو انھیں دیکھتے ہی حضورؐ خوش ہو گئے، اٹھے، ان سے ملنے کو بڑھے اور ان کو واپس آنے کی مبارک باد دی۔

ایک بار مکہ والوں نے آپؐ کا بایکاٹ کر دیا۔ نہ کچھ کھانے کو دیتے اور نہ کچھ اور ضرورت کی چیزیں آپؐ کے پاس جانے دیتے۔ حضورؐ کے ساتھ بچے، عورتیں اور بوڑھے بھوک کے مارے تڑپتے۔ تین برس تک اسی طرح بایکاٹ رہا۔ اس کے بعد ایسا ہوا کہ یمامہ کے رئیس ثمامہ مسلمان ہو گئے۔ انھوں نے ایک بار تم کھالی کہ بیارے رسولؐ کی اجازت کے بغیر مکے والوں کو ایک دانہ بھی نہ دیا جائے گا۔ مکے میں غلہ وہ جس سے آتا تھا۔ اب تو مکے میں قحط

پڑ گیا۔ ملے والوں نے گھبرا کر حضور سے کہا: حضور کو ترس آ گیا اور کہلا بھیجا کہ شامہ! غلہ بھیج دو۔

ملے کے کافر مسلمانوں کو کیسا ستاتے تھے۔ دوپہر کے وقت تہمتی ہوئی ریت میں لٹا دیتے۔ پانی میں ڈبکیاں دیتے، مارتے پیٹتے اور قتل کر دیتے۔ حضرت خبابؓ کلو جلتے ہوئے کولوں پر لٹا دیا جس سے ان کی پیٹھ جل گئی اور جہ جی نکل گئی۔ وہ غمتے میں آئے۔ حضور سے کہا: ”یا رسول اللہ ﷺ ان کیلئے بد دعا کیجئے۔“

یہ سنتے ہی حضور کا چہرہ لال ہو گیا۔ اور کچھ مسلمانوں نے بھی بد دعا کرنے کو کہا۔ آپ نے فرمایا ”میں دنیا میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ زحمت بنا کر نہیں۔“ (زحمت کے معنی پریشانی)

حضرت ابو ہریرہؓ کی ماں کا فر تھیں۔ وہ روز حضور کو گالیاں دیا کرتیں۔ یہ گالیاں سن کر حضرت ابو ہریرہؓ کو بڑا دکھ ہوتا۔ انھوں نے آ کر حضور سے کہا ”میری ماں کیلئے دعا کیجئے۔“ آپ نے ان کیلئے مسلمان ہونے کی دعا کی۔ تو ابو ہریرہؓ خوش ہو گئے، دوڑے دوڑے گھر گئے، وہاں دیکھا تو ماں نہار ہی تھیں۔ نہانے کے بعد اپنے آپ مسلمان ہو گئیں۔ انھوں نے کلمہ شہادت پڑھ لیا۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

## بچوں سے پیار

بیارے رسول اللہ ﷺ بچوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ کہیں جاتے ہوتے، راستے میں بچے ملتے تو آپ انہیں سلام کرتے۔ آپ اپنے ساتھ سواری پر کسی کو آگے اور کسی پیچھے بٹھا لیتے۔ ان سے اچھی اچھی باتیں کرتے۔ کھجوریں یا ان کے دینے کے لائق کئی چیز ہوتی تو انھیں بانٹتے۔ انھیں پیار کرتے۔ ایک بار ایک بڑو نے دیکھا تو بولا۔ ”اگر اللہ تمہارے دل سے محبت چھین لے تو میں کیا کروں۔“

ایک دن آپ کے پاس ایک صحابی حضرت خالد بن سعیدؓ آئے۔ ان کے ساتھ ان کی بچی بھی تھی۔ اس بچی کا نام اُم خالد تھا۔ بچی آ کر حضور کے کندھوں سے کھیلنے لگی۔ حضرت خالد نے ڈانٹا لیکن حضور نے منع فرمایا۔

حضور کے ایک غلام تھے زیدؓ۔ آپ نے زیدؓ کو پالا تھا۔ زیدؓ کے بیٹے اُسامہؓ تھے۔ اُسامہؓ سے حضور کو محبت تھی۔ فرمایا کرتے کہ اُسامہؓ گریبی ہوتے تو میں اسے زیور پہناتا اور اپنے ہاتھوں اس کی ناک صاف کرتا۔

ایک بار عید کے دن آپ منہ ڈھانک کر لیٹے ہوئے تھے۔ کچھ بچیاں گھر میں آئیں اور گانے بجانے لگیں، اتنے میں حضرت ابو بکرؓ آئے۔ انھوں نے بچوں کو ڈانٹا۔ حضور نے سنا، آپ نے منہ پر سے چادر ہٹائی اور فرمایا۔ ”گانے دو، آج ان کی عید ہے۔“

## نرم دلی

بیارے نبی ﷺ دل کے بڑے نرم تھے۔ دکھ کی بات ہوتی تو آپ کا دل بھرا آتا اور آنسو نکل آتے۔

ایک بار ایک صحابی نے اپنا اپنا قصہ سنایا جب وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے: کہ میری ایک چھوٹی بچی تھی۔ ہمارے خاندان میں لڑکیوں کے مار ڈالنے کا طریقہ چلا آتا تھا۔ میں نے بھی اپنی لڑکی کو زندہ دفن کر دیا۔ وہ تباہ پکا رہتی تھی اور میں اس پر مٹی ڈال رہا تھا۔

بیارے رسول ﷺ یہ سن کر رو پڑے۔ آپ نے ان سے کہا: پھر سناؤ، انھوں نے پھر سنایا تو آپ پھر روئے۔ اتاروئے کہ چہرہ آنسوؤں سے تر ہو گیا۔

ایک لڑائی میں کچھ قیدی ہاتھ آئے ان کے ہاتھ پاؤں جکڑ کر باندھ دیئے گئے۔ اس سے انھیں تکلیف ہوئی۔ وہ رات کو کراہتے تو حضور کو نیند نہیں آرہی تھی۔ آپؐ بار بار کروٹیں بدل رہے تھے لوگ سمجھ گئے۔ انھوں نے قیدیوں کی گرہیں ڈھیلی کر دیں۔ تب حضور کو نیند آئی۔

ایک بار حضرت سعد بن عبادہ بیمار ہوئے، آپؐ ان کو دیکھنے گئے تو آپؐ کا دل بھر آیا اور آپؐ رونے لگے، آپؐ کو روٹا دیکھ کر لوگ رو پڑے۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ ملنے کے ایک رئیس کے بیٹے تھے۔ بڑے لاڈ پیار سے پالے گئے تھے۔ جوان ہونے پر مسلمان ہو گئے۔ تو ماں باپ دشمن ہو گئے، مارا پیٹا، قید کر دیا۔ گھر سے نکال دیا۔ ایک دن حضرت مصعب بن عمیرؓ حضورؐ کے پاس آئے تو سب نے دیکھا کہ رئیس کے کپڑوں کے بدلے وہ ایک کبل اوڑھے ہوئے تھے، وہ بھی پھٹا ہوا تھا، یہ دیکھ کر حضورؐ کو بڑا دکھ ہوا، اور آپؐ نے گردن جھکالی۔

ایک بار ایک صحابی آئے۔ وہ چادر میں چڑیا کے بچوں کو چھپائے تھے۔ آپؐ نے حکم دیا: جاؤ! انھیں جہاں سے لائے ہو وہیں رکھ آؤ۔“

ایک بار آپؐ سفر میں تھے۔ راستے میں ٹھہرے تو ایک شخص نے ایک چڑیا کے گھونسلے سے اس کا انڈا نکال لیا۔ چڑیا انڈے کے مارے پر مارنے لگی۔ حضورؐ نے دیکھا تو فرمایا: ”انڈے وہیں رکھ دو۔“

ایک بار ایک بھوکے اونٹ کو دیکھا تو فرمایا: ”ان بے زبانوں کے بارے میں بھی خدا سے ڈرو۔“ جانوروں پر اگر کوئی زیادہ بوجھ لادنا تو آپؐ منع فرمادیتے۔

ایک بار آپؐ کے گھر میں کچھ عورتیں اکٹھی تھیں۔ یہ سب عورتیں رشتہ دار تھیں اور بڑھ بڑھ کر باتیں کر رہی تھیں۔ اتنے میں حضرت عمرؓ آئے تو سب اٹھ کر چل دیں۔ حضورؐ! ہنس پڑے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: ”اللہ آپؐ کو ہمیشہ ہنستا رکھے! آپؐ کیوں ہنسے؟ فرمایا ”مجھے ان عورتوں پر ہنسی آئی کہ تمہاری آواز سنتے ہی چل دیں۔ اب حضرت عمرؓ نے ان عورتوں سے کہا۔ ”تم مجھ سے اتنا ڈرتی ہو اور حضورؐ سے نہیں ڈرتیں؟“ عورتوں نے جواب دیا۔ ”بیارے رسولؐ تم سے زیادہ نرم دل ہیں۔“

## معاف کرنے کی عادت

اللہ کا دین پھیلانے کے سلسلے میں کافروں نے آپؐ کو گالیاں دیں۔ آپؐ کی ہنسی اڑائی آپؐ کو برا کہا۔ آپؐ کو مارا پیٹا۔ آپؐ کو ستایا۔ آپؐ کا بایکٹ کیا۔ قتل کرنے کی کوششیں کیں لیکن جب اللہ نے آپؐ کو اسلامی حکومت دی تو آپؐ نے کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ ایسی بہت سی باتوں میں سے کچھ باتیں سنئے۔

حضرت حمزہؓ آپؐ کے پیارے چچا تھے۔ بڑے بہادر آدمی تھے۔ اسلام کیلئے کافروں سے خوب لڑے، ان کے سامنے حضورؐ کو کوئی برا کہتا تو لڑ پڑتے کافروں کے بڑے بڑے سردار ان کے ہاتھوں مارے گئے۔ ایک لڑائی میں وحشی پہلوان نے چھپ کر آپؐ کو شہید کر دیا۔ حضرت حمزہؓ کے مرنے کا حضورؐ کو عمر بھر غم رہا۔ پھر جب اسلامی حکومت قائم ہو گئی تو وحشی پہلوان حضورؐ کی خدمت میں آیا اور معافی مانگی۔ وحشی کو دیکھ کر حضورؐ کو چچا یاد آگئے۔ آپؐ نے ان سے صرف یہ کہا: ”اچھا جاؤ، معاف کر دیا۔ لیکن اب میرے سامنے نہ آنا۔ تم کو دیکھ کر چچا حمزہؓ یاد آ جاتے ہیں۔“ ابوخیان کی بیوی ہندہ نے حضرت حمزہؓ کا سینہ چیر کر غصہ میں کیچہ چبا ڈالا اور ناک کان کاٹ کر ہار بنایا لیکن جب ہندہ نے آکر معافی مانگی تو اسے بھی معاف کر دیا۔

ہبار بن اسود حضور کا کزن دشمن تھا۔ حضور کی بیاری بیٹی حضرت زینبؓ کے سے مدینے کو ہجرت کرنے لگیں تو ہبار دوڑا اور ان کو اونٹ پر سے گرا دیا۔ حضرت زینبؓ کے اتنی چوٹ آئی کہ وہ زندہ نہ رہ سکیں لیکن جب اس نے آکر معافی مانگی تو اسے بھی معافی دے دی۔

حضور ہجرت کیلئے مکہ سے نکلے تو مکے کے کافروں نے یہ اعلان کیا کہ جو محمدؐ کا سر کاٹ لائے اسے سرخ بالوں والے سواونٹ انعام میں دیے جائیں گے۔ لاپٹی کافر دوڑ پڑے۔ ایک کافر تھا ”سراقتہ“۔ یہ گھوڑے پر سوار ہوا حضور کو تلاش کرتا ہوا پاس پہنچ گیا۔ چاہا کہ وار کریں کہ اس کا گھوڑا گھنٹوں تک بالوں میں جھنس گیا۔ وہ گھوڑے سے اتر کر لگام پکڑ کر گھوڑے کو کھینچا۔ گھوڑے کے بالوں سے نکالا پھر بڑھا لیکن گھوڑا پھر بالوں میں جھنس گیا۔ تین بار ایسا ہی ہوا۔ اب وہ گھبرا گیا۔ اس نے معافی مانگی۔ آپؐ نے اسے بھی معافی دے دی۔

## کھیلنے دو

بیارے نبیؐ نماز پڑھاتے ہوتے جماعت میں پیچھے عورتیں بھی ہوتیں عورتوں کے ساتھ بچے بھی ہوتے۔ اگر اس وقت کوئی بچہ رونے لگتا تو حضور چھوٹی سورۃ پڑھتے اور نماز جلد ختم فرمادیتے تاکہ بچے کو تکلیف نہ ہو۔

ایک بار کافروں سے لڑائی ہو رہی تھی۔ اس لڑائی میں کچھ بچے جھپٹ میں آکر مارے گئے۔ حضورؐ نے سنا تو آپؐ کو بڑا اصدامہ ہوا۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! وہ تو کافروں کے بچے تھے۔“ فرمایا۔ ”کافروں کے بچے تم سے اچھے تھے۔ خبردار ان کو قتل نہ کرنا، خبردار ان کو قتل نہ کرنا۔“

فصل پر کوئی پھل یا میوہ آپؐ کے پاس آتا تو جب سب سے کم عمر کا بچہ ہوتا آپؐ اسے دیتے چاہے وہ مسلمان کا ہوتا یا کسی غیر مسلم کا۔

جب آپؐ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو ننھی منی انصاری بچیاں خوشی میں یہ گیت گارہی تھیں کہ ”محمدؐ ہمارے کتنے اچھے مہمان ہیں۔ آپؐ یہ گیت سنا تو ان سے کہا: ”تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟ سب نے کہا: ”ہاں“ آپؐ نے جواب دیا: ”میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں۔“